شراب خانہ خراب

تحریر: محمد منیر قمر سیالکوٹی
ترجمان سپریم کورٹ الخبر سعودی عرب

عزیز قارئین! .... السلام علیکم و رحمة الله

قوم مسلم نے خیر القرون سے لے کر جب تک علم جہاد بلند کئے رکھا اور اس فریضہ کی ادائیگی کرتے رہے دنیا میں سربلند اور سرخرو رہے۔ اور جب شمشیر و سناں سے اپنا رشتہ توڑا' بزدلی کا راستہ اختیار کیا' شراب و شباب کی رنگینیوں میں بدمست رہنے لگے اور طاؤس و رباب ہی کو اپنی منزل سمجھ بیٹھے تو اغیار نے کاری ضرب لگائی اور ان کی حکمرانی کی داستانوں کو یاد ماضی بنا دیا۔

شاعر مشرق علامہ اقبال نے عروج و زوال امم کا جو معیار مقرر کیا ہے وہ ان کے الفاظ میں یہی ہے۔

آ تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

موصوف کے الفاظ میں جہاد اور شمشیر و سناں کسی قوم کے عروج و رفعت اور ترقی و سربلندی کا نقطہ آغاز ہے۔ تو شراب و شباب اور طاؤس و رباب اس کے تنزل و ادبار اور پستی و زوال کا زینہ اول۔

مگر افسوس! کہ آج کل عالم اسلام میں قوم مسلم کے افراد میں بھی شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء کا استعمال عام ہو چکا ہے۔ اور روز افزوں ہے۔ اور قرآن و سنت سے ثابت شدہ شرعی حدود اور سزاؤں کو ترک کر کے مغربی قوانین کو نافذ کرنے کے نتیجہ میں لوگوں کے حوصلے بڑھے ہوئے ہیں اس حقیقت سے بھلا کون انکار کر سکتا ہے کہ اگر انسان کے دل کی گہرائیوں سے اس کا ایمان سدراہ نہ بنے تو ایمانی فقر و افلاس کی ایسی حالت میں حکومت و اقتدار اور شرعی حدود و قوانین کا خوف و دبدبہ رکاوٹ کا کام دیتا ہے۔ حتی کہ ایک معروف قول ماثور ہے:

ان اللہ یزع بالسلطان مالا یزع بالقرآن

اللہ تعالیٰ حکومت و اقتدار اور حدود و قوانین کے ڈنڈے سے وہ رکاوٹ پیدا کر دیتا ہے جو قرآن سے پیدا نہیں کرتا۔

اور جب کوئی شخص دولت ایمان سے تہی دست اور خالی دامن ہو اور شرعی حدود و قوانین کی کوئی رکاوٹ بھی اس کی راہ نہ روکے پھر ضلالت و گمراہی اور ہلاکت کی وادیوں مین بھٹکتے پھرنا اس کا مقدر ہو جاتا ہے۔ ایسے میں فحش کاری و بے حیائی کے ارتکاب اور شراب نوشی و دیگر منشیات کے استعمال کو حرام سمجھنا تو درکنار بلکہ وہ ان کے درپے ہو جاتا ہے۔ اور اپنی دنیا و آخرت دونوں کو تباہ کر بیٹھتا ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی اور کبیرہ گناہ ہیں وہیں انسانی صحت و قوت عقل و خرد دھن و دولت اور آبرو عزت کے لئے ہلاکت خیز بھی ہیں جس کے دلائل اور تفصیل آگے آئے گی ان شاء اللہ

یہی وجوہات ہیں کہ قرآن و سنت نے پوری شدت سے ان اشیاء کو حرام قرار دیا ہے اور مسلکی اختلاف کے باوجود امت اسلامیہ کے تمام مسلمانوں کا ان کے حرام ہونے پر اجماع ہے۔ اور اس کا ارتکاب کرنے والے پر شرعی حد جاری کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔

خمر کیا ہے؟

اور یہاں اس بات کی وضاحت بھی کر دیں کہ ہر نشہ آور چیز کو "خمر" کہا جاتا ہے۔ وہ شراب ہو یا گانجہ' افیون ہو یا کوکین ہیروئن ہو یا بھنگ و چرس یا چاہے کوئی بھی جو اس غرض کے لئے استعمال کی جاتی ہو۔ اور خمر کے ضمن ہی میں ہر وہ نشہ آتا ہے جو عہد قدیم میں پایا جاتا تھا۔ اور عموماً انگور سے تیار ہوتا تھا۔ اور وہ اشیاء بھی جو بعد میں ایجاد کی گئیں۔ جیسے املی گیہوں' سیب اور پیاز کے عرق کی شراب ہو یا وہسکی' شیمپین' رم' وائین اور برانڈی و دارو

کے نام سے ملتی ہو اور چاہے بیئر کے نام سے سرعام بکتی ہو۔ سب "خمر" ہی میں شمار ہوتی ہیں۔ جو قرآن و سنت کے صریح و صحیح نصوص کی رو سے حرام ہے۔ ان میں سے کسی چیز کو کم مقدار میں پئیں جس سے نشہ نہ ہو اور پینے والا ہوش و حواس نہ کھوئے یا اس کی زیادہ مقدار پیئیں جس سے پینے والا مدہوش و بدمست ہو جائے۔ اس کی قلیل و کثیر ہر مقدار حرام ہے جس کے دلائل ہم تفصیل سے آگے ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ

ایک غلط فہمی

اور جس طرح عربی میں خمر کا اطلاق ہر نشہ آور چیز پر ہوتا ہے ایسے ہی ہمارے یہاں لفظ شراب و منشیات ہے۔

اور یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ بعض الفاظ مختلف زبانوں سے تعلق رکھنے کی بناء پر عجیب و غریب لطائف پیدا کرتے ہیں ایک زبان کا لفظ دوسری زبان میں بھی تلفظ کے اعتبار سے وہی ہوتا ہے مگر ایک مختلف معنی پیدا کر دیتا ہے۔ مثلا لفظ "مانگ" ہے اسے اردو ' ہندی ' پنجابی زبانوں اور بنگلہ بھاشا کی لغات میں دیکھ لیں۔ مانگ بمعنی "شرمگاہ" ہے ایسے ہی لفظ "نیک " ہے جو اردو اور فارسی میں تو اچھے کیلئے بولا جاتا ہے مگر عربی میں معاملہ بالکل ہی الٹ کر فحاشی تک جا نکلتا ہے۔

بعینہ یہی صورت حال لفظ "شراب" سے بھی پیدا ہوتی ہے۔ بعض لوگ عربی کے لفظ شراب اور فارسی و اردو کے لفظ شراب میں فرق و تمیز نہ کر سکنے کی وجہ سے بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات تو یہ بات عقیدہ تشکیک تک جا پہنچتی ہے۔ اور بعض شعراء اس غلط فہمی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اس قسم کے شعر کہہ جاتے ہیں کہ یہاں پئیں تو حرام ہے وہاں پئیں تو حلال اور ہم اسے عارفانہ کلام سمجھنے لگتے ہیں اور سر دھنتے ہیں حالانکہ یہ عارفانہ کلام تو کجا لغت کی عدم واقفیت کی بناء پر سراسر جاہلانہ کلام ہے جو سر دھننے کی

بجائے سر پکڑ کر بیٹھ جانے بلکہ سر پیٹ لینے کا باعث ہوتا ہے۔ ایسے ہی بعض برخود غلط من چلے طنزیہ کہتے پھرتے ہیں کہ اسلام نے دنیا میں تو شراب حرام کی ہے مگر آخرت میں حلال اور دلیل کے طور پر جھٹ کہہ دیں گے کہ اللہ تعالیٰ جنت میں اپنے بندوں کو شراب طہور پلائے گا۔ ایسے شعراء' من چلے نوجوان اور یہی دھوکا کھانے والے دیگر حضرات ہماری اس بات کو ذرا غور و دھیان سے اور ہوش و ہواس کے ساتھ پڑھیں۔ ساری غلط فہمی دور ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ

لفظ شراب کی لغوی اور اصطلاحی تحقیق

لغوی تحقیق

اردو اور فارسی کے لفظ شراب کو عربی کے لفظ شراب کا ہم معنی سمجھنا قطعا غلط و غیر صحیح ہے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ عربی میں ہر پی جانے والی چیز کو شراب کہا جاتا ہے۔

چنانچہ عربی لغت کی معروف و متداول کتاب القاموس المحیط ہی کو دیکھ لیں جس میں علامہ فیروز آبادی" مختصرا لکھتے ہیں:

الشراب ما یشرب ہر پی جانے والی چیز شراب ہے۔

(القاموس المحیط ص ۸۶ ج ۱)

ایسے ہی المنجد میں ہے۔

الشراب جمعه اشربه کل ما یشرب

(المنجد طبع بیروت ص ۳۸۰)

شراب جس کی جمع اشربہ ہے ہر پی جانے والی چیز کو کہتے ہیں۔

اسی طرح المعجم الوسیط میں ہے:

" شراب " ماشرب من ای نوع و علی ای حال کان

(المعجم الوسیط ص ۴۷۷ ج ۱)

یعنی جو چیز پی جائے وہ کسی بھی قسم کی ہو اور کسی بھی حالت میں ہو اسے شراب کہتے ہیں۔

عرب ممالک میں لکھی اور شائع ہونے والی ان ڈکشنریوں کی طرح ہی پاک و ہند میں پائی جانے والی کتب لغات میں سے غیاث اللغات (ص ۲۷۶) ' لغات کشوزی (ص ۳۰۵) ' فرہنگ آصفیہ جلد سوم صفحہ ۱۷۱ پر بھی شراب کا یہی معنی لکھا ہے۔ اور قرآن و حدیث میں یہ لفظ شراب جہاں جہاں بھی وارد ہوا ہے مطلقاً انہی "پی جانے والی چیز" کے معنوں میں وارد ہوا ہے۔ مثلا قرآن حکیم کو لے لیں سورۃ انعام میں دین کو لہو و لعب یعنی کھیل تماشہ بنانے والوں کی سزا بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

لهم شراب من حميم و عذاب اليم بما كانوا يكفرون

ان کو کفرو انکار حق کی پاداشمیں کھولتا ہوا پانی پینے کو اور دردناک عذاب بھگتنے کو ملے گا۔ (انعام: ۷۰)

اور یہی بات سورۃ یونس میں بھی مذکور ہے:

هو الذى انزل من السماء ماء لكم منه شراب

وہی اللہ ہے جس نے آسمان سے تمہارے لئے پانی برسایا جس سے تم خود پیتے ہو۔ (یونس: ۴)

سورۃ نحل میں شہد کی مکھی کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے:

يخرج ميں بطونها شراب مختلف الوانه فيه شفاء للناس

اس شہد کی مکھی سے رنگ برنگ کا شربت یعنی شہد نکلتا ہے جس میں لوگوں کیلئے شفاء ہے۔ (نحل: ۱۰)

سورۃ الکہف میں ظالموں کا انجام اور جہنم میں انہیں پینے کے لئے کیا دیا جائے گا اس کا تذکرہ ہے:

ان یستغیثوا یغاثوا بماء کالمهل یشوی الوجوه بئس
الشراب و ساءت مرتفقا
اور (جہنم میں) اگر وہ پانی مانگیں گے تو ایسے پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا اور ان کے منہ بھون ڈالے گا۔ بدترین ہے وہ پینے کی چیز اور بہت بری ہے وہ آرام گاہ۔ (الکہف : ۲۹)

سورۃ صٓ (آیت ۴۲) میں حضرت ایوب علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے :
ارکض برجلک هذا مغتسل بارد و شراب (آیت ۴۲)
اپنا پاؤں زمین پر مارو یہ ہے ٹھنڈا پانی پینے اور نہانے کے لئے
اسی سورۃ میں جنت عدن کے مکینوں کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے:
متکئین فیها یدعون فیها بفاکهة کثیرة و شراب و عندهم قصرت الطرف اترب
اور ان میں وہ تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے خوب خوب فواکہ اور مشروبات طلب کر رہے ہوں گے۔ ان کے پاس شرمیلی ہم عمر (نوجوان) بیویاں ہوں گی۔

سورۃ دھر جس کا دوسرا نام سورۃ انسان بھی ہے اس میں اہل جنت کو جو نعمتیں مہیا ہوں گی ان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
و سقاهم ربهم شرابا طهورا (دھر: ۲۱)
ان کا رب انہیں نہایت پاکیزہ شراب (یعنی مشروب) پلائے گا۔
سورۃ نباء میں اہل جہنم کے بارے میں ارشاد ہے:
لا یذوقون فیها بردا و لا شرابا (نباء: ۲۴)
وہ کسی ٹھنڈک اور پینے کے قابل کسی چیز کا مزہ نہ چکھیں گے۔

ایسے ہی سورۃ البقرۃ میں ایک شخص کا واقعہ مذکور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا نظارہ دکھانے اور حیات بعد از موت کا یقین دلانے کے لئے سو سال تک مارے رکھا پھر زندہ کیا تو فرمایا:

فانظر الی طعامک و شرابک لم یتسنہ

اب ذرا اپنے کھانے اور پانی کو دیکھو کہ اس میں ذرا بھی (باسی ہونے کا) تغیر نہیں آیا۔ (البقرۃ ۲۵۹)

سورۃ فاطر میں پانی کی دو نہروں میں سے ایک کے بارے میں فرمایا:

ھذا عذب فرات سائغ شرابہ (فاطر : ۱۲)

کہ اس ایک کا پانی میٹھا اور پیاس بجھانے والا ہے اور پینے میں خوش گوار ہے۔

قرآن کریم کے ان سات مقامات پر لفظ "شراب" دو مقامات پر "شرابا" ایک پر "شرابک" اور ایک پر شرابہ کا لفظ آیا ہے اور ان گیارہ مقامات کا معنی بھی آپ نے پڑھ لیا ہے۔ کہیں بھی اس سے مراد نشہ آور و مروج شراب نہیں بلکہ مطلقاً پینے کی چیز مراد ہے۔ بمعنی مشروب عام اور فرہنگ آصفیہ' لغات کشوری اور غیاث اللغات میں مذکور ہے کہ حکیم و طبیب لوگ لفظ شراب کو شربت یا مشروب کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں جیسے شراب بنفشہ' شراب نیلو فر بمعنی شربت بنفشہ و شربت نیلو فر وغیرہ۔

اصطلاحی تحقیق

اور ہمارے ممالک میں عموماً لفظ شراب جن معنوں میں استعمال ہوتا ہے وہ بھی غلط تو نہیں البتہ عربی کے لفظ شراب سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ ان کا تعلق فارسی کے لفظ شراب سے ہے جس کا معنی نشہ آور چیز اور خصوصاً نشہ آور پانی ہے جو مختلف اشیاء سے کشید کیا جاتا ہے۔ اور فارسی کا یہ لفظ شراب دو لفظوں سے مرکب ہے اور اس کی اصل صورت ہے: آب شر یعنی شر و شرارت کا پانی یا شرارتی پانی اور شراب اسی دو لفظوں سے مرکب کلمہ کی اضافت مقلوبی ہے۔ یعنی اصولاً تو چاہیے تھا کہ آب شر کو آب شر ہی رہنے دیا جاتا مگر آب کی شر کی طرف اضافت کرتے ہوئے آگے والے لفظ کو بدل کر پیچھے اور پیچھے والے

کو آگے کر دیا گیا ہے۔ اور آب شر کی بجائے شرآب ہو گیا ہے۔ جسے کثرت استعمال کی وجہ سے مد کے بغیر شراب کہا جاتا ہے۔ اور یہ اضافت مقلوبی صرف اسی لفظ میں واقع نہیں ہوئی بلکہ بعض دیگر الفاظ میں بھی واقع ہوئی ہے۔ جیسا کہ آب گل ہے تو اسے گلاب کہا جاتا ہے اور آب سیل ہے تو اسے سیلاب کہتے ہیں۔ اسی طرح آب پیش میں اضافت مقلوبی واقع ہونے کی وجہ سے پیشاب بن گیا ہے۔

قرآن پاک کے مذکورہ گیارہ مقامات اور لغات کی متعدد کتابوں کے حوالوں سے یہ بات واضح ہو گئی ہے۔ کہ لغوی طور پر شراب بمعنی مشروب و شربت ہے اور قرآن کریم نے بھی شراب کو انہی معنوں میں لیا ہے۔ اور ہمارے یہاں اصطلاحی طور پر جس نشہ آور چیز کو شراب کہا جاتا ہے وہ اس عربی لفظ سے قطعی مختلف ایک فارسی مرکب ہے جو اضافت مقلوبی کی شکل میں مرکب اضافی ہے۔ اس اعتبار سے عربی لفظ شراب اور فارسی و اردو لفظ شراب میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ اس نسبت یا تعلق کا مطلب یہ ہے کہ فارسی میں لفظ شراب کا جو مدلول و مفہوم ہے وہ عربی کے لفظ شراب کے مدلول و مفہوم میں تو داخل ہے مگر عربی کا لفظ شراب فارسی کے لفظ شراب میں نہیں آ سکتا۔ یا بالفاظ دیگر عربی میں ہر پی جانے والی چیز خواہ وہ نشیلی ہو یا نشہ سے خالی ہو وہ شراب کہلاتی ہے مثلاً دودھ ' لسی ' پانی' عرق شہد وغیرہ جبکہ فارسی کا لفظ پینے والی صرف نشیلی چیز کے لئے ہی بولا جاتا ہے۔ جو ہمارے یہاں معروف ہے۔

اور فارسی و اردو میں جسے شراب کہتے ہیں اسے عربی میں "خمر" کہا جاتا ہے۔ جس کو قرآن کریم کے متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے صراحتاً حرام قرار دیا ہے۔

اب رہی شراب طہور کی بات تو وہ واقعتاً جنت کی ایک معروف غذا اور مشروب ہے مگر وہ مشروب نعوذ باللہ نہ گندہ ہے اور نہ ہی نشہ آور اور لفظ

شراب خود وضاحت کر رہا ہے کہ وہ پینے والی ایک پاکیزہ چیز ہے۔ اور خالق کائنات، مالک ارض و سماء، رب علام الغیوب کو گندی ذہنیت والوں کا پتہ تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ میری طرف نشہ آور شراب کو حرام کیے جانے پر وہ آخرت میں اہل جنت کو پلائے جانے والے مشروب سے غلط فہمی میں مبتلا ہوں گے اور لوگوں کو بہکائیں گے اور طنز کریں گے لہٰذا اس لفظ شراب کے ساتھ ہی طہور کا اضافہ فرما کر بات واضح تر کر دی۔ اور بتا دیا کہ تمہاری مروجہ نشہ آور شراب اور اہل جنت کو پلایا جانے والا مشروب دو الگ الگ بلکہ متضاد چیزیں ہیں۔

علاوہ ازیں سورۃ صافات میں اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کو پلائی جانے والی شراب طہور کے بارے میں صاف صاف فرما دیا ہے۔ کہ اس میں کوئی جسمانی ضرر اور عقلی خرابی یا نشہ نامی کوئی وصف نہیں ہوگا۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

یطاف علیهم بکاس من معین ○ بیضاء لذة للشربین ○
لا فیها غول و لا هم عنها ینزفون ○ (صافات: ۴۵ ـ ۴۷)

شراب کے چشموں سے ساغر بھر بھر کر ان کے درمیان پھرائے جائیں گے۔ چمکتی ہوئی شراب جو پینے والوں کے لئے لذت ہوگی۔ (اس سے) ان کے جسم کو نہ کوئی ضرر پہنچے گا اور نہ ان کی عقل اس سے خراب ہوگی۔

اور سورۃ واقعہ میں ارشاد الٰہی ہے:

یطوف علیهم ولدان مخلدون ○ باکواب و اباریق و کاس
من معین ○ لا یصدعون عنها و لا ینزفون

ان کی مجلسوں میں ابدی لڑکے چشمہ جاری کی شراب سے لبریز ساغرو پیالے لئے دوڑتے پھرتے ہوں گے جسے پی کر نہ ان کا سر چکرائے گا نہ ان کی عقل میں فتور آئے گا۔ (واقعہ: ۱۷ـ ۱۹)

اور ہماری مروجہ ام الخبائث اور شراب طہور کے اس واضح فرق کو شاید

مرزا غالب نے اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا تبھی تو اس نے کہا۔

زاہد نہ تم پیو ' نہ کسی کو پلا سکو
کیا بات ہے تمہاری شراب طہور کی

مگر آج کے بعض قوال و شاعر اور من چلے اس نقطہ کو نہ سمجھ سکے اور ان ہر دو میں امتیاز نہ کر سکنے کے نتیجہ میں ہی "یہاں حرام وہاں حلال" جیسے طنزیہ جملے کہہ گئے ہیں۔

اس موضوع پر چھوٹا سا مگر جامع قسم کا ایک مضمون مولانا شفیق خان ابن مولانا محمد رفیق خان پسروری ؒ نے بھی لکھا ہے جو ہفت روزہ " الاسلام " لاہور کی اشاعت بابت یکم رمضان ۱۴۰۹ بمطابق ۷ اپریل ۱۹۷۹ جلد ۱۵ شمارہ ۳۵ میں شائع ہو چکا ہے۔

امید ہے کہ ہماری اس تفصیل و وضاحت سے ایسے لوگوں کی غلط فہمی دور ہو جائے گی اور وہ تشکیک کی وادی سے نکل آئیں گے اور اس لفظ کو اس کے سیاق و سباق کے ساتھ صحیح مفہوم پر محمول کیا کریں گے۔

نوٹ: اور یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کر لیں کہ آگے جہاں جہاں بھی لفظ شراب استعمال ہوگا اس سے ہماری مراد نشہ آور اور ام الخبائث شراب خانہ خراب ہی ہو گی۔

خمر کا لغوی معنی

اور یہ شراب جسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اور نبی اکرم ﷺ نے احادیث میں حرام قرار دیا ہے علاوہ ازیں اجماع امت' عقل و قیاس اور طبی نقطہ نظر سے بھی حرام اور مضر ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حرمت کے دلائل سے قبل اس شراب یعنی خمر کی بھی تھوڑی سے لغوی تشریح کر دی جائے۔

امام ابن الاثیرؒ مادہ خمر کے تحت لکھتے ہیں:

خمروا الانا ء و اوکوا السقاء' التخمير' التغطية

برتن کا منہ ڈھانپ دو اور مشکیزے کے منہ کو تسمہ سے باندھ دو ---۔
تخمیر بمعنی تغطیہ یا ڈھانپنا ہے۔ (النہایہ ص ۳۵۵ ج ا طبع قاہرہ)

اور آگے اس معنی پر دلالت کرنے والی احادیث رسول ﷺ ذکر کی ہیں اور لکھا ہے کہ عورت کے دوپٹے کو بھی خمار کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ عورت کے سر کو ڈھانپتا ہے۔ اور سر پر باندھنے والی پگڑی یا عمامہ کے کپڑے کو بھی خمرہ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی مرد کے سر کو ڈھانپ لیتا ہے۔

علامہ فیروز آبادیؒ خمر کے مادہ کے تحت لکھتے ہیں:

ما اسکر من عصیر العنب او عام و العموم اصح۔

انگور یا کسی دوسری چیز کا جوس جو نشہ آور ہو اور انگور کی بجائے عموم یعنی اس کا کسی بھی چیز کے جوس کا ہونا زیادہ صحیح ہے۔ (القاموس المحیط ص ۲۳ ج ۲) کہ شراب جب حرام کی گئی اس وقت مدینہ طیبہ میں انگور کی شراب مروج ہی نہ تھی بلکہ کھجور کی شراب بھی پی جاتی تھی۔

علامہ فیروز آبادی کی اس وضاحت سے یہ بات بھی طے ہوگئی کہ ہر وہ چیز جو عقل کو ڈھانپ لے وہ خمر ہے چاہے وہ کسی چیز سے حاصل کی گئی ہو۔

خمر کی وجہ تسمیہ

اور آگے خمر کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سمیت خمرا لانھا تخمر العقل و تسترہ

اسے خمر اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ عقل پر غالب آکر اسے ڈھانپ لیتی ہے۔ (یعنی شرابی عقل سے عاری ہو کر بہکنے لگتا ہے۔)

اور عربی کی سب سے بڑی لغت لسان العرب میں ابن المنظور نے بھی یہی مفہوم و معنی یہی وجہ تسمیہ اور دوسری تفصیل بھی ذکر کی ہے اور لکھا ہے:

الخمر ما خامر العقل و ھو مسکر من الشراب

خمر وہ ہے جو عقل کو زائل کر دے اور وہ نشہ آور شراب ہے۔

(لسان العرب ص ۳۳۹ ج ۵)

اور معجم مقاییس اللغہ جلد دوم صفحہ ۲۱۵ مختار الصحاح امام رازی صفحہ ۱۸۹ المنجد صفحہ ۱۹۵ پر بھی عقل کو ڈھانپ لینے والی چیز کو ہی خمر کہا گیا ہے۔ اسی طرح مفردات القرآن میں علامہ راغب اصفہانی نے جوھری اور دینوری جیسے کبار علماء لغت کے حوالہ سے خمر کا یہی مفہوم و معنی اور وجہ تسمیہ ذکر کی ہے۔

(بحوالہ فتح الباری ص ۴۷ ج ۱۰ طبع دارالافتاء)

الغرض مذکورہ لغوی تشریح کے اعتبار سے ہر نشہ آور چیز لغت و شرح میں خمر ہی کہلاتی ہے وہ چاہے کسی بھی قسم کی ہو وہ پی جانے والی ہو یا کھائی جانے والی، ناک کے ذریعے سونگھ کر یا قطروں کی شکل مین ناک میں چڑھائی جاتی ہو یا چاہے وہ Injection (ٹیکہ) کے ذریعے جسم میں داخل کی جانے والی ہو۔ بہر صورت وہ خمر یعنی شراب ہے۔ صحابہ کرامؓ کے آثار اور فصحاء عرب کے منقولات کی رو سے جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے۔ (موقف الاسلام من الخمراز ڈاکٹر صالح عبدالعزیز آل منصور طبع دوم ص ۸۔۱۲ دارالنصر مصروا لکبائر علامہ ذھبی ص ۸۹ بتحقیق شیخ محمد عبدالرزاق حمزہ۔

جامعہ اثریہ للبنات جہلم کا انیسواں اجتماع برائے خواتین

پ سب سابق جامعہ اثریہ للبنات (اثریہ روڈ) مشین محلہ نمبر۱ جہلم کا انیسواں عظیم الشان دو روزہ سالانہ اجتماع برائے خواتین مورخہ 5 ۔ 6 اکتوبر 1996 بروز ہفتہ ۔ اتوار جامعہ کے وسیع سبزہ زار میں منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک بھر سے معروف مبلغات قرآن و حدیث کی روشنی میں خطاب فرمائیں۔ (ان شاء اللہ) اور جامعہ سے فارغ ہونے والی طالبات کو اسناد اور ششماہی امتحان میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی طالبات کو انعامات دیئے جائیں گے نیز ملک بھر سے آئی ہوئی مدارس ۔ کلیات وجامعات کی طالبات کے مابین " کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر... (القرآن) " کے موضوع پر تقریری مقابلہ بھی ہوگا۔ اس خالص دینی و اصلاحی و تبلیغی اجتماع میں شریک ہو کر اپنے دین و دنیا کو بہتر فرمائیں۔